F1BHN4

۵۔ تضحیکِ روزگار

مرزا محمد رفیع سوداؔ

پہلی بات : جس نظم میں کسی کا مذاق اُڑایا جاتا یا اس کی برائی کی جاتی ہے، اسے ہجو کہتے ہیں۔ ہجو قصیدے کی صورت میں بھی لکھی جاتی ہے، ایسا قصیدہ ہجویہ قصیدہ کہلاتا ہے۔ زمانے کے خراب حالات کا مذاق اُڑاتے ہوئے سوداؔ نے ایک شخص کے گھوڑے کی ہجو لکھی ہے۔

جان پہچان : مرزا محمد رفیع سوداؔ ۱۷۰۶/۷ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ وہیں انھوں نے فارسی و عربی کی ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ سوداؔ قادر الکلام شاعر تھے۔ انھوں نے بہت سی اصنافِ سخن میں طبع آزمائی کی۔ انھوں نے غزلیں، نظمیں، مثنویاں، قصیدے، مرثیے، قطعات، رباعیات، پہیلیاں وغیرہ کہی ہیں۔ قصیدہ گوئی اور ہجو نگاری میں ان کا مرتبہ اُردو شاعروں میں سب سے بلند ہے۔ سوداؔ کا انتقال ۲۶/ جون ۱۷۸۱ء کو لکھنؤ میں ہوا۔

ہے چرخ جب سے ابلقِ ایام پر سوار — رکھتا نہیں ہے دست عناں کا بہ یک قرار
جن کے طویلے بیچ، کوئی دن کی بات ہے — ہرگز عراقی و عربی کا نہ تھا شمار
اب دیکھتا ہوں میں کہ زمانے کے ہاتھ سے — موچی سے کفشِ پا کو گٹھاتے ہیں وہ ادھار
ہیں گے چنانچہ ایک ہمارے بھی مہرباں — پاوے سزا جو ان کا کوئی نام لے نہار
نوکر ہیں سو روپے کے دیانت کی راہ سے — گھوڑا رکھیں ہیں ایک، سو اتنا خراب و خوار
نے دانہ و نہ کاہ، نہ تیمار، نے سئیس — رکھتا ہو جیسے اسپِ گِلی طفلِ شیر خوار
ناطاقتی کا اس کی، کہاں تک کروں بیاں — فاقوں کا اس کے، اب میں کہاں تک کروں شمار
مانند نقشِ نعل زمیں سے بجز فنا — ہرگز نہ اُٹھ سکے وہ اگر بیٹھے ایک بار
ہے اس قدر ضعیف کہ اُڑ جائے باؤ سے — میخیں گر اس کے تھان کی ہوویں نہ استوار
نے اُستخواں، نہ گوشت، نہ کچھ اس کے پیٹ میں — دھونکے ہے دم کو اپنے کہ جوں کھال کو لُہار
القصہ، ایک دن مجھے کچھ کام تھا ضرور — آیا یہ دل میں، جائیے گھوڑے پہ ہو سوار
رہتے تھے گھر کے پاس قضارا وہ آشنا — مشہور تھا جنھوں کنے وہ اسپِ نابکار
خدمت میں اُن کی، میں نے کیا جا کے التماس — گھوڑا مجھے سواری کو اپنا دو مستعار
فرمایا تب انھوں نے کہ اے مہربانِ من — ایسے ہزار گھوڑے کروں تم پہ میں نثار
لیکن کِسو کے چڑھنے کے لائق نہیں یہ اسپ — یہ واقعی ہے، اس کو نہ جانوگے انکسار
دہلی تک آن پہنچا تھا جس دن کہ مرہٹہ — مجھ سے کہا نقیب نے آکر، ہے وقت کار

مدت سے کوڑیوں کو اُڑایا ہے گھر میں بیٹھ — ہوکر سوار ، اب کرو میدان میں گزار
لاچار ہوکے تب تو بندھایا میں اس پہ زین — ہتھیار باندھ کر ، میں ہوا جاکے پھر سوار
چابک تھے دونوں ہاتھوں میں، پکڑے تھا منہ میں باگ — تک تک سے پاشنہ کے مرے پاؤں تھے فگار
آگے سے توبڑا اسے دکھلائے تھا سئیس — پیچھے نقیب ہانکے تھا ، لاٹھی سے مار مار
اِس مضحکے کو دیکھ ہوئے جمع خاص و عام — اکثر مدبر اُن میں سے کہتے تھے یوں پکار
پہیّے اِسے لگاؤ کہ تا ہووے یہ رواں — یا بادبان باندھ ، پون کے دو اختیار
گھوڑا تھا بسکہ لاغر و پست و ضعیف و خشک — کرتا تھا یوں خفیف مجھے وقتِ کارزار
جاتا تھا جب ، ڈپٹ کے میں اس کو ، حریف پر — دوڑوں تھا اپنے پاؤں سے جوں طفلِ نَے سوار
جب دیکھا میں کہ جنگ کی یاں یوں بندھی ہے شکل — لے جوتیوں کو ہاتھ میں ، گھوڑا بغل میں مار
دھر دھمکا واں سے لڑتا ہوا شہر کی طرف — القصہ گھر میں آن کے میں نے کیا قرار

سوؔدا نے تب قصیدہ کہا سن یہ ماجرا
ہے نام اس قصیدے کا تضحیکِ روزگار

خلاصہ : سوؔدا اس ہجویہ قصیدے میں زمانے کی خرابیوں اور برے حالات کا ذکر کرتے ہیں۔ اس کی مثال میں وہ بتاتے ہیں کہ انسان تو انسان جانوروں کا بھی حال برا ہے۔ ایک شخص کے پاس ایک گھوڑا تھا، نہایت کمزور اور ناطاقتی کا مارا۔ ایک دن سوؔدا نے سوچا کہ گھوڑے والے سے گھوڑا اُدھار لے کر بازار چلے جائیں۔ گھوڑے والا انھیں گھوڑا دینے کو تیار تھا مگر وہ کہتا ہے کہ یہ گھوڑا چلنے پھرنے سے بھی معذور ہے۔ جب دہلی پر مراٹھوں نے حملہ کیا تو میں اس پر سوار ہوکر میدانِ جنگ میں جانے کو تیار ہوا مگر گھوڑا جگہ سے ہلنے کو تیار نہ تھا۔ لوگ میرا مذاق اُڑانے لگے۔ وہ بولے کہ اسے پہیے لگا دو یا اس پر بادبان باندھو تاکہ ہوا اُسے سرکا کرلے جائے۔ ایک شخص گھوڑے کو پیچھے سے مارتا اور دوسرا آگے سے اسے کھانے کا لالچ دے رہا تھا مگر گھوڑا ہلتا تھا نہ ہلا۔ تب میں نے یعنی گھوڑے والے نے اسے اس طرح کھینچنا شروع کیا جیسے بچے لاٹھی پر گھوڑا سواری کھیلتے ہیں۔ آخرکار میں نے اسے بغل میں دبایا اور خود دوڑتا ہوا گھر تک اسے لاسکا۔ سوؔدا نے یہ سارا واقعہ اس قصیدے میں بیان کیا ہے۔

معانی و اشارات

تضحیک	ذِلت، ہنسی اُڑانا	نہار	صبح، دن (کے وقت)
ابلقِ ایام	زمانے کا گھوڑا، مراد زمانہ	خراب وخوار	بے حد خراب
عِنان	لگام	نے	نہ
کفشِ پا	پاؤں کی جوتی	تیمار	نگراں
گٹھانا	سِلوانا	توبڑا	گھوڑے کے کھانے کی تھیلی جس میں اناج رکھ کر گھوڑے کے منہ پر باندھ دیتے ہیں۔
ہیں گے	ہیں، ہوتے ہیں		

سئیس	-	گھوڑے کو سنبھالنے والا (سائیس)
اسپِ گِلی	-	مٹی کا گھوڑا (کھلونا)
طفلِ شیرخوار	-	دودھ پیتا بچہ
نقشِ نعل	-	نعل کا نشان
بجز	-	سوائے
باؤ	-	ہوا
میخیں	-	کیلیں
اُستخواں	-	ہڈی
لہار	-	لوہار
دم دھونکنا	-	ہوا بھرنا
القصہ	-	بہرحال، مختصر یہ کہ
قضارا	-	اتفاق سے
آشنا	-	دوست
کنے	-	پاس
اسپِ نابکار	-	نالائق گھوڑا
مستعار	-	اُدھار
مہربانِ من	-	میرے مہربان (دوست)
کِسو	-	کسی

نقیب	-	اعلان کرنے والا
کوڑیاں اڑانا	-	وقت ضائع کرنا
باگ	-	لگام
تک تک	-	گھوڑے سوار کا ایڑیوں سے گھوڑے کو مارنا
پاشنہ	-	ایڑی
فگار	-	زخمی
مضحکہ	-	مذاق، مزے دار واقعہ
مدبّر	-	عقل مند
کہ تا	-	تا کہ
پون کے اختیار	-	ہوا کے حوالے
بسکہ	-	چونکہ
خفیف	-	شرمندہ
کارزار	-	جنگ
ڈپٹ کے	-	دوڑ کر
حریف	-	مقابل
طفلِ نَے سوار	-	لاٹھی پر گھوڑے کی سواری کرنے والا بچہ
تضحیکِ روزگار	-	زمانے کا مذاق

مشقی سرگرمیاں

* ہجویہ قصیدے کو پڑھ کر ذیل کی سرگرمیوں کو ہدایات کے مطابق مکمل کیجیے۔

۱۔ ہجویہ قصیدے کی تعریف لکھیے۔
۲۔ قصیدے کے اجزا کو ترتیب وار لکھیے۔
۳۔ ہجویہ قصیدے کے موضوعات کو واضح کیجیے۔
۴۔ شاعر کے دوست کی خصوصیات بیان کیجیے۔
۵۔ شاعر کے دوست کے گھوڑے کی خصوصیات تحریر کیجیے۔
۶۔ گھوڑے کی ناطاقتی کو اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔
۷۔ شاعر کے دوست کی تنخواہ لکھیے۔
۸۔ شاعر کے ساتھ اتفاقیہ ہونے والا واقعہ تحریر کیجیے۔
۹۔ شاعر کے دوست کے ساتھ ہونے والے واقعے کو اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔
۱۰۔ شاعر کے دوست کے گھر پہنچنے کی روداد بیان کیجیے۔
۱۱۔ پہیّے، بادبان اور گھوڑے کے درمیان ربط کو واضح کیجیے۔
۱۲۔ نظم سے صنعتِ مبالغہ کے اشعار نقل کیجیے۔
۱۳۔ نظم سے صنعتِ تشبیہ کا شعر نقل کیجیے۔
۱۴۔ اپنی پسند کا ایک شعر نقل کیجیے اور پسندیدگی کی وجہ لکھیے۔
۱۵۔ ذیل کے ہم معنی الفاظ نظم سے تلاش کر کے لکھیے :
لگام، سِلوانا، بہرحال، شرمندہ
۱۶۔ نظم سے محاوروں کو الگ کر کے معنی کے ساتھ لکھیے۔

* قصیدہ 'تضحیکِ روزگار' پڑھ کر ذیل کی سرگرمی مکمل کیجیے۔

قصیدے میں گھوڑے سے متعلق الفاظ

* درج ذیل مصرعوں کو مکمل کیجیے۔

اس مضحکے کو ....

اکثر مدبر ....

پہیے اِسے لگاؤ ....

یا بادبان باندھو ....

صنعتِ مبالغہ

گھوڑے کی ہجو میں اس کی کمزوری اور لاغری کو شاعر نے اس طرح بیان کیا ہے :

ہے اس قدر ضعیف کہ اُڑ جائے باؤ سے
میخیں گر اس کے تھان کی ہوویں نہ استوار

یعنی گھوڑا اتنا کمزور اور دُبلا پتلا ہے کہ جہاں اسے باندھا جاتا ہے اس تھان کو اگر کیلوں سے ٹھونکا نہ گیا ہو تو کمزور گھوڑے کو تیز ہوا تنکے کی طرح اُڑا لے جائے۔

شعر میں جب ایسی کوئی بات کہی جائے کہ اس کا واقع ہونا ممکن نہ ہو تو اس صنعت کو 'مبالغہ' کہتے ہیں۔ مبالغے کی دوسری مثال :

جاتا تھا جب، ڈپٹ کے میں اس کو، حریف پر
دوڑوں تھا اپنے پاؤں سے جوں طفلِ نَے سوار

'تجنیسِ تام'

نویں جماعت میں غالبؔ کے قصیدے میں آپ نے پڑھا ہے کہ اس کی ردیف لفظ 'کُھلا' کو کئی معنوں میں استعمال کیا گیا ہے مثلاً

صبح دم دروازۂ خاور کُھلا	-	دروازہ کھلا
دیتے ہیں دھوکا یہ بازی گر کھلا	-	واضح دھوکا دیتے ہیں
خسروِ آفاق کے منہ پر کھلا	-	اچھا لگا
مجھ سے گر شاہِ سخن گستر کھلا	-	بے تکلف ہوا، وغیرہ

اس سے واضح ہے کہ زبان میں الفاظ ایک معنی میں استعمال نہیں کیے جاتے یا لفظوں کو ایک سے زیادہ معنوں میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔ شعر میں الفاظ کا ایسا استعمال کہ ایک لفظ مختلف معنی دے 'تجنیسِ تام' کہلاتا ہے۔

سودؔا کے قصیدے 'تضحیکِ روزگار' کے یہ دو اشعار دیکھیے :

نوکر ہیں سو روپے کے ، دیانت کی راہ سے
گھوڑا رکھے ہیں ایک ، سو اتنا خراب و خوار
نے دانہ و نہ کاہ ، نہ تیمار ، نے سئیس
رکھتا ہو جیسے اسپِ گِلی طفلِ شیرخوار

ان شعروں میں لفظ 'خوار' دو معنی میں استعمال کیا گیا: 'خراب' اور 'کھانے یا پینے والا'۔ اس لیے ان شعروں میں تجنیسِ تام پائی جاتی ہے۔

* ذیل کے شعر سے تجنیسِ تام کے الفاظ تلاش کر کے لکھیے۔

گل و غنچہ ہے صورتِ جام و مینا
روش عکسِ سبزہ سے جوں نقشِ مینا

* گزشتہ جماعتوں میں پڑھی گئی نظموں سے ایسے اشعار تلاش کیجیے جن میں تجنیسِ زائد اور تجنیسِ تام آئی ہو۔